

## ڈاکٹر سید تقی عابدی کا تجدیدی کارنامہ: فیضِ فہمی

اردو ادب کے عالمی شہرت یافتہ فن کاروں میں فیض کا شمار ہوتا ہے۔ ترقی پسند شعراء کے ہجوم میں انہیں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ ترقی پسند تحریک، جسے اردو ادب میں تہلکہ، جوش، ولولہ اور نعرے بازی سے تعبیر کیا گیا، فیض اسی سے وابستہ تھے۔ لیکن تعجب ہوتا ہے کہ ترقی پسند تحریک سے وابستگی کے باوجود، فیض کے یہاں وہ جوش، وہ ولولہ اور وہ گھن گرج موجود نہیں ہے۔ پھر بھی فیض اپنے عہد کے اہم شعراء میں شمار کئے جاتے ہیں...؟

اس شہرت اور مقبولیت کے پس پردہ فیض کی اپنی ذاتی، شخصی صلاحیت اور اُورجنٹلی پوشیدہ ہے۔ جس میں اُن کے امن پسندانہ مزاج کو بڑا دخل حاصل رہا ہے۔ شاید اس امن پسندانہ رویے ہی کی بناء پر انہوں نے نرم و نازک اور ملائم لب و لہجہ اختیار کیا۔ ترقی پسندی کے ساتھ ادبی روایت کو قائم رکھا، ماضی کے نہاں خانوں میں جھانکا، حال پر نظر رکھتے ہوئے اس کا تجزیہ کیا اور مستقبل کے خواب بھی دیکھے...

لہذا یہ کہنا مناسب ہوگا کہ فیض کی اپنی شعری کائنات ہے، جو اپنے ہم عصر شعراء سے مختلف ہے۔ ان کی شاعری جذبات، احساسات، تفکرات کا خزانہ ہے۔ غم جاناں اور غم روزگار کا آئینہ خانہ ہے، رومان اور انقلاب کا حسین سنگم ہے۔ شاعری کے مختلف ذائقے ان کے یہاں ملتے ہیں۔ مخملی، ریشمی الفاظ اور لہجے کے دھیمے پن نے ان کے یہاں بلا کی تاثیر پیدا کر دی ہے۔ یہ تاثیر اُن کے عمیق جذبات گہرے احساسات کی بدولت ہے۔ جس کی ترجمانی میں فیض نے ایسے عام فہم، دلکش اور دلنشین الفاظ کا انتخاب کیا ہے، جن سے تاثرات اور تشریحات کے کئی مثبت پہلو نکلتے ہیں۔ عام فہم اور سلسبیل زبان کے استعمال کے سبب ان کی شاعری رواں دواں معلوم ہوتی ہے۔ قاری کے دل کے تاروں کو چھیڑتے ہوئے، اس کے احساسات کی تہوں کو پہنچ جاتی ہے۔

یہ سب اس لئے بھی ہے کہ فیض نے جن لفظوں کا انتخاب کیا ہے، ان میں ایک طرح کی غنائیت اور موسیقیت پائی جاتی ہے۔ غالباً موسیقی دنیا کی محبوب فن لطیف ہے، اس لئے فیض کے خیالات اور احساسات، قاری کے دل میں پیوست ہونے لگتے ہیں۔ رومان و انقلاب پسند لوگوں کی، غم جاناں اور غم روزگار کے ماروں کی، دنیا

میں کبھی کوئی کمی نہیں رہی ہے، جس کی بناء پر فیض اور قاری کے جذبات اور احساسات ہم آہنگ ہونے لگتے ہیں اور فیض کا قاری کے ساتھ مسلسل رشتہ قائم رہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب فیض کے کلام کا دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا تو اسے بے شمار لوگوں نے پسند کیا۔ یہ فیض کی مقبولیت اور کامیابی کا بین ثبوت ہے اور اس بات کی بھی روشن دلیل ہے کہ فیض کو عالمی شعراء کی صف میں کھڑا کیا جاسکتا ہے۔

ان سب کے علاوہ فیض کی مختلف جہتیں ہیں، مختلف پہلو ہیں۔ مثلاً وہ بڑے شاعر تو تھے ہی، مدرس بھی تھے، ترقی پسند تحریک کے اہم معمار تھے، فوج کے کرنل، سیاسی کارکن، ٹریڈ یونین لیڈر، براڈ کاسٹر اور ایک روشن خیال صحافی بھی تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ ایک کثیر صفات شخصیت کے تمام گوشوں کو اجاگر کیا جائے۔ ڈاکٹر سید تقی عابدی نے اس ہمہ گیر کام کو انجام دینے کا عزم مصمم کیا اور کتاب فیض فہمی کی شکل میں ایک قابل دید، واجب داد، لائق رشک، مناسب تقلید اور مستحق ستائش کارنامہ انجام دیا ہے۔

ڈاکٹر سید تقی حسن عابدی، عالمی سطح پر ابھرنے والا، اردو کا ایک بڑا نام ہے۔ وہ شاعر و ادیب، محقق و ناقد، ماہرِ رثائی ادب اور شگفتہ بیان مقرر کے روپ میں، حلقہ علم و ادب میں، اپنی شناخت قائم کر چکے ہیں۔ ان پر گفتگو کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ مشت از خروارے ان کی علمی و ادبی خدمات کا مختصر ترین تعارفی خاکہ ذیل میں بیان کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر سید تقی عابدی، سیماب صفت، متجسس، پہلو دار اور نہایت سرگرم شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی شخصیت کی تعمیر میں ہندوستانی خمیر پوشیدہ ہے۔ وہ حیدرآباد سے تعلق رکھتے ہیں، جو ہمارے ادب کا قدیم مرکز رہا ہے۔ یہیں سے انھوں نے ایم. بی. بی. ایس. کی سند پائی اور ایم. ایس. (برطانیہ) ایف. سی. اے. پی. (امریکہ) ایف. آر. سی. پی. (کینیڈا) سے طبی اسناد حاصل کیں۔ ہندوستان اور دیگر ممالک سے حاصل کیا ہوا علمی و طبی سرمایہ سعودی عرب، ایران، امریکہ اور فی الحال کینیڈا میں ایک طبیب کی حیثیت سے تقسیم کر رہے ہیں۔ ایک طرف جہاں وہ جسم و صحت کے طبیب ہیں، وہیں اردو ادب کے شدید امراض کے بھی معالج ہیں۔ یہ بات کچھ کم تعجب خیز نہیں کہ بروقت ایک شخصیت میں دو مخالف اور متضاد جہتیں کس طرح موجود رہ سکتی ہیں، معالجہ کی مصروف کن زندگی میں وہ ادب کے کاموں کے لئے کس طرح وقت نکالتے ہیں اور وہ بھی شاعری، تحقیق، تنقید، تدوین، ترتیب، تالیف وغیرہ جیسے مختلف و متضاد میدان کے لئے...؟ لیکن ڈاکٹر تقی عابدی، حیرت انگیز طور پر اس عمل میں برسوں سے مصروف عمل ہیں۔ گذشتہ تقریباً ۳۵ پینتیس برس میں ان کی تقریباً ۴۰ چالیس کتابیں طباعت کی روشنائی دیکھ کر منصفہ شہود پر آچکی ہیں اور یہ سفر جاری ہے۔

یہ سب کتابیں کئی اہم موضوعات اور اصناف کا احاطہ کرتی ہیں۔ جن میں حیات و شخصیات، فنون، کلام کے مجموعے، دیوان، فنکاروں کی شعری و ادبی خدمات، کلام کی تشریحات، نعت، منقبت، سلام، نوحہ

جات، قصائد، مرثی، مثنویات، منظومات، رباعیات، خطبات، مقدمات، مقالہ جات نیز غالبیات، دبیریات، انیسیات، اقبالیات اور نجمیات (نجم آفندی) وغیرہ شامل ہیں۔ انکی مختلف شائع شدہ کتابوں اور ان کی متنوع ادبی خدمات بردنیا کے مختلف اداروں اور انجمنوں نے انھیں انعامات و اعزازات سے سرفراز کیا ہے۔ ایسی ہی فیضیات پر مشتمل ایک کتاب ”فیضِ فہمی“ کا ذیل میں جائزہ لینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر لقی عابدی کی کتاب ”فیضِ فہمی“ ۱۴۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اب تک فیضیات پر شائع ہونے والی کتابوں میں ہر لحاظ سے سب سے زیادہ ضخیم اور جامع کتاب ہے بلکہ انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ کتاب میں شامل ۱۶۲ مضامین و مقالات کے تحت فیض کی شعری و نثری خدمات، حیات و کائنات اور مختلف جہات کے تمام تر پہلوؤں پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے۔

”فیضِ فہمی“ کے ذریعے ڈاکٹر لقی عابدی نے فیض کے ان گوشوں کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے جو دھندلے رہ گئے تھے۔ انھوں نے غیر جانب دار ہو کر فیض کی شخصیت کے متنوع پہلوؤں کا کیا ہے اور اس عمل میں کہیں بھی جانب داری، مداحی یا قصیدہ خوانی کی حدود کو نہیں چھوا ہے بلکہ بڑی عرق ریزی، جاں فشانی، بالغ نظری اور تنقیدی بصیرت کے ساتھ ”فیضِ فہمی“ مرتب کی ہے اور فیض کے متعلق مختلف ادوار کے محققین اور ناقدین کے مضامین و مقالات کو جمع کر کے اس طرح ترتیب دیا ہے گویا فیض کے متعلق بکھرے جواہرات کا ایک بڑا قیمتی خزانہ پیش کر دیا ہے۔

جن محققین نے فیض پر کوئی تحقیقی کام کرنے کا خواب دیکھا ہوگا، ”فیضِ فہمی“ صحیح معنوں میں ان تمام خوابوں کی تعبیر ہے۔ خصوصاً ان ریسرچ اسکالرس کے لئے، جو فیض تحقیقی کام کر رہے ہیں یا کریں گے، ان کے لئے ڈاکٹر لقی عابدی کا یہ پیش بہا قیمتی تحفہ ہے۔

ڈاکٹر لقی عابدی کی زیر نظر تالیف، دیگر مرتب کردہ کتابوں سے مختلف اور بہتر ہے ورنہ بیشتر یہ ہوتا ہے کہ کتابوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی خاطر مرتبین حضرات اکثر کتابوں مقدمہ پیش لفظ، تعارف یا حرف اول وغیرہ عنوانات کے ذریعے کوئی مضمون تحریر کر دیتے ہیں اور دیگر اہل قلم کے مضامین و مقالات کو شامل کر کے خود صاحب کتاب بن جاتے ہیں۔ ڈاکٹر لقی عابدی کی کتاب ”فیضِ فہمی“ دیگر مرتبہ کتابوں اس لئے بھی مختلف ہے کہ خود انھوں نے اس کتاب میں فیض پر تقریباً ۵۰ مضامین سپر قلم کئے ہیں۔ جو تنقیدی، تحقیقی اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر ”فیضِ فہمی“ سے ڈاکٹر لقی عابدی کے مضامین کو علیحدہ بھی کر دیا جائے تب بھی موصوف کی فیض پر باقاعدہ ایک کتاب بن سکتی ہے۔ علاوہ اس کے موصوف نے جن ادباء کے مضامین کو ”فیضِ فہمی“ میں یکجا کیا ہے، ان کے فیض پر اور بھی کئی مضامین ملتے ہیں، بلکہ چند ادباء کی فیض پر کتابیں بھی موجود ہیں لیکن جس باریک بینی کے ساتھ ڈاکٹر لقی عابدی نے مضامین کا انتخاب کیا ہے، وہ خوب سے خوب تر ہے۔ ان سب کے علاوہ، اس میں فیض کا غیر مدون کلام بھی موجود ہے، جو ان کے کلیات ”نسخ و وفا“ میں بھی موجود نہیں ہے نیز فیض پر لکھے گئے مضامین و مقالات اور کتب و رسائل کی ایک طویل فہرست موجود ہے، جن سے موصوف کے وسیع مطالعے اور تحقیقی شعور کا اندازہ ہوتا ہے۔ یقیناً ان کی مرتب کردہ مضامین و مقالات اور کتب و رسائل کی فہرست، فیض پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

فیض کو ترقی پسند تحریک کا اہم علم بردار تسلیم کیا جاتا ہے۔ اپنے عہد کے بڑے شعراء میں، ان کا شمار ہوتا ہے لیکن ان کی نثر نگاری اور خصوصاً صحافت کے متعلق اردو ادب میں سیر حاصل گفتگو کا فقدان نظر آتا ہے۔ جب کہ فیض کو صحافت

سے بھی خاصہ لگاؤ تھا۔ مثال کے طور پر، جب کلکتہ میں ”اقبال چیئر“ قائم ہوئی تو سب سے پہلے فیض کا ہی انتخاب کیا گیا تھا لیکن انھوں نے ادارت کو اولیت دی تھی۔ اس طرح، ان کے بعد ڈاکٹر مظفر حنفی کو فائز کیا گیا تھا۔ اس نہج پر پہنچ کر فیض کی زندگی میں صحافت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی ”فیض فہمی“ میں خاطر خواہ مواد دستیاب ہے اور فیض کی نثری و صحافتی خدمات کے متعلق، جو تشنگی ہے اسے کافی حد تک دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر تلی عابدی نے ”فیض فہمی“ میں ان تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے، جن کے بغیر فیض شناسی اور فیض فہمی ناگزیر ہے۔ مثلاً فیض کو سمجھنے کے لئے، ان کے سیاسی افکار کو جاننا نہایت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر عابدی کا مضمون ”فیض اور ایرانی انقلاب“ بڑے خاصہ کی چیز ہے۔ یہی نہیں فیض شناسی کے لئے انھوں نے اس کتاب میں فیض کی بعض ایسی نادر تصاویر اور خطوط کو بھی شامل کر دیا ہے، جس کے آئینے میں فیض کو زیادہ نزدیک سے دیکھنے، سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ ایسے حالات و واقعات بھی خود فیض کے ذریعے سامنے آجاتے ہیں، جو مضامین و مقالات اور کتابوں میں نہیں ملتے۔ اس لئے کہنا مناسب ہوگا کہ واحد اس کتاب میں، کئی کتابوں کی خوبیاں اور عرق موجود ہے۔ فیض کی ادبی، شعری، نثری، صحافتی خدمات، اس کی اہمیت و افادیت، زندگی کے حالات و واقعات، سیاسی، سماجی، مذہبی افکار و خیالات اور سوانح حیات کا تفصیلی مطالعہ کرنا ہوتا، اردو ادب میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں مل سکے گی...

واقعی ڈاکٹر تلی عابدی کا یہ بے مثال ادبی کارنامہ ہے۔ اردو ادب کے سرمایہ میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ جس کی اردو ادب میں یقیناً پذیرائی ہوگی... جس طرح فیض اپنے دور سے آگے کی چیز تھے، اسی طرح ڈاکٹر تلی عابدی کا یہ کارنامہ فیضیات پر موجودہ عہد سے آگے کی چیز ہے۔ مرور ایام کے ساتھ اس کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا....

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

وسیم افتخار انصاری (برہان پوری)

اسٹنٹ پروفیسر، صدر شعبہ اردو

مہارانی لکشمی بائی گورنمنٹ گرلس پی. جی. کالج

قلعہ میدان، اندور 452006 (ایم. پی.)

Mob:09827333039